اقبال صدی اور ادبی رسایل

یاسمین کوثر

ABSTRACT:

Allama Iqbal is a great poet of Urdu Literature. He is a trend setter in modern Urdu poems. In 1977 government of Pakistan decided to celebrate the hundred years of Iqbal's birthday. Literary circles across the country engaged in these centennial celebrations. Many literary journals published special editions and Iqbal numbers. In these editions many renowned scholars and famous writers including close friends and family members of Iqbal wrote research articles on different aspects of Iqbal's life and works. Their interviews and unpublished letters and other writings of Iqbal were published in these Iqbal numbers for the first time and highlighted several new avenues of Iqbal's personality, poetry, philosophy, art and fun. Many of these scholars are not with us now but the precious memories shared by them are saved in these Iqbal numbers for future generations.

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اقبال اردو ادب کا ایسا درخشندہ ستارہ ہیں ۔جس کی چمک وقت کے ساتھ ساتھ اور بڑھتی جاتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں نہ صرف اپنے ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ ان کی وفات کے بعد تو اس میں اور بھی تیزی سے اضافہ ہوا۔ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ اقبال کی ابتدائی چند نظمیں **زبان** (دہلی) نومبر ۱۸۹۳ء، فروری ۱۸۹۴ء اور **شورِ محشر** (لاہور) دسمبر ۱۸۹۶ء میں شایع ہو چکی تھیں۔(۱) سر شیخ عبدالقادر نے اپنے رسالے **مخزن** کے پہلے شمارے (اپریل ۱۹۰۱ء) سے اقبال کی شاعری کو شایع کرنے کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔

یوں بیسویں صدی کے ربع اوّل میں اقبال کو متعارف کرانے والوں میں شیخ عبدالقادر کا نام سرِفہرست ہے۔ اس طرح عوامی حلقے میں اقبال کی شہرت میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ کئی دیگر ادبی رسایل میں بھی کلامِ اقبال شایع ہونے لگا۔ حکیم یوسف حسن نے اپنے ادبی رسالہ نیرنگِ خیال کا پہلا اقبال نمبر اکتوبر ۱۹۳۲ء میں شایع کیا۔ جو اب سوانح اقبال میں ایک تاریخی اور مستند دستاویز کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ بقول پروفیسر سلیم اختر:

> ''نیرنگِ خیال کے مدیر نے اگر کچھ بھی نہ کیا ہوتا تو صرف ۱۹۳۲ء میں اقبال نمبر کی اشاعت ہی ایک ایسا کارنامہ ہے کہ اس کی بنا پر نیرنگِ خیال اقبالیات میں سرِ فہرست آ جاتا ہے اور یہ اعزاز بذاتِ خود بہت اہم ہے۔'' (۲)

اقبال کی وفات پر کئی رسایل کے خصوصی نمبر شایع کیے گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد علمی و ادبی حلقوں میں مطالعہ اقبال کی طرف خصوصی توجہ دی جانے لگی۔ اس طرح **اقبالیات** ایک علمی وادبی شعبے کے طور پر پہچانا جانے لگا۔ اقبال کی درست تاریخِ ولادت کے تعین کے مسئلے پر ابھی کوئی سرکاری سطح پر حتمی فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے ۱۹۷۳ء میں محدود پیمانے پر اقبال کا صد سالہ یومِ ولادت منایا گیا لیکن جب سرکاری سطح پر اقبال کی درست تاریخ ولادت (۹ رنومبر ۱۸۷۷ء) کا تعین ہو گیا تو ۱۹۷۷ء کو سرکاری طور پر ''اقبال صدی'' کا نام دیا گیا۔ اس سلسلے میں عوام نے بڑے جوش اور جذبے سے اس اقبال صدی کو منانے میں حصہ لیا۔ حکومتِ پاکستان کے زیرِ سرپرستی ۲ تا ۸ دسمبر پہلی عالمی اقبال کانگریس منعقد ہوئی۔ (۳) اقبال سے دلی محبت کی بدولت دیکھتے ہی دیکھتے اقبالیاتی ادب کا ایک متنوع سیلاب اُمڈ آیا اور یہ ایسا سلسلہ چلا جو ابھی تک جاری و ساری ہے بلکہ اس میں تیزی سے اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ یہ سلسلہ صرف پاکستان تک محدود نہ رہا بلکہ بھارت اور دیگر ممالک میں بھی چلا۔ یہ سب اقبال کی عظمت کی دلیل ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں ہم خود کو جشنِ اقبال صدی کے حوالے سے صرف پاکستان میں ۱۹۷۷ء میں شایع ہونے والے چند اہم رسایل کے اقبال نمبروں کے مختصر تنقیدی جائزے تک محدود رکھیں گے کیوں کہ اس مختصر سے مضمون میں سب رسایل کو زیرِ بحث لانا مشکل ہو جائے گا۔

اقبال صدی کے حوالے سے محمد طفیل نے اپنے مشہور رسالہ ''نقوش'' کے تین مہتمم شان خصوصی نمبر شایع کیے۔ نامساعد مالی حالات کے باوجود انھوں نے اقبال سے اپنی دلی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ۱۸۲۹ صفحات پر مشتمل یہ تین جلدیں مرتب کیں۔ ان خصوصی نمبروں نے محمد طفیل اور نقوش کے نام کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ نقوش کا اقبال نمبر (جلد اوّل) ستمبر ۱۹۷۷ء میں شایع ہوا۔ یہ ضخیم شمارہ پانچ سو چھہتر (۵۷۶) صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کے مضامین کو چار عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) حالات وواقعات

(۲) ان شخصیات کے حالات وافکار جن سے اقبال متاثر ہوئے

(۳) اقبال کی شخصیت وفن کے چند پہلو

(۴) اقبال کی گمشدہ دستاویزات کی بازیافت

باب اوّل میں ''حیات نامہ اقبال'' از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے وسیع تحقیقی مطالعے کا تاریخ وار توقیت اقبال بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ اس میں حیاتِ اقبال کے تقریباً تین سو واقعات تاریخ وار پیش کیے گئے ہیں۔ جو محققین اور طلبا کے لیے حیات اقبال کو سمجھنے میں مدد دیں گے۔ عبدالقوی دسنوی کے مضمون ''حیاتِ اقبال'' میں اقبال کے وطن' اسلاف اور دیگر زندگی کے واقعات پر تحقیقی مواد ہے۔ سیّد عبداللہ کا مضمون ''اقبال اور ابنِ عربی''، ڈاکٹر یوسف حسین کا ''اقبال اور حافظ'' اور ''اقبال اور غالب'' جیسے مضامین خصوصی توجہ کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی جیسے اقبال شناس اور سائنس دان کا اقبال کے فکروفلسفے پر اہم مضمون ''اقبال کا نظامِ فکر'' ہے۔ اس میں اقبال کے فلسفے وفکر کو سائنسی نقطہءنظر سے دیکھنے کا منفرد انداز ہے۔ جگن ناتھ آزاد کا مضمون ''اقبال کا مثالی انسان'' اور ڈاکٹر سلیم اختر کا من پسند موضوع نفسیات کے حوالے سے ''اقبال کا نفسیاتی مطالعہ'' مضمون میں اقبال کو نفسیاتی طور پر ایک نئے انداز سے پرکھنے کی کاوش ہے۔ اس موضوع پر اس سے قبل زیادہ کام نہیں ہوا۔ اس شمارے کے آخری حصے بہ عنوان ''گمشدہ دستاویزات کی باز یافت'' میں محمد حنیف شاہد کا مضمون'' اقبال بحیثیت ممتحن'' میں اقبال کی زندگی کے اس پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو اس سے قبل اقبال کی سوانحی کتب میں زیادہ نظر نہیں آتا۔ دراصل اقبال نے مختلف یونیورسٹیوں کے امتحانی پرچے مرتب کیے اور جوابی کاپیاں جانچیں۔ اقبال کا بحیثیت ممتحن رویہ حد درجہ بے لاگ اور منصفانہ ہوتا تھا۔ واقعات سے اس پہلو کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اقبال کے سفر مدراس ،دکن اور علی گڑھ سے متعلق تفصیلات ملتی ہیں۔ اقبال کے غیر مطبوعہ خطوط، مضامین، تقاریر، بیانات کے اقتباسات، عکوس کے ساتھ دیے ہیں۔ بقول ڈاکٹر طاہر تونسوی:

> ''چنانچہ مجموعی طور پر اقبال نمبر بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں موضوعات کا تنوع بھی ہے اور مضامین کا معیار بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ اور اب تک ماہِ نو اور صحیفہ کے جو اقبال نمبر سامنے آئے ہیں۔ نقوش ان سب سے بازی لے گیا ہے۔''(۴)

ادارہ'' نقوش'' نے نومبر ۱۹۷۷ء میں **نیرنگِ خیال** (اکتوبر ۱۹۳۲ء) کے اقبال نمبر کو قندِ مکرر کے طور پر دوبارہ شایع کیا۔ اس میں چند مضامین کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ آغاز میں یوسف حسن خان کے طبع اوّل وثانی کے اداریے بھی دیے گئے ہیں۔ محمد طفیل نے ''طلوع'' کے زیرِعنوان اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اٹھائیس (۲۸) مضامین وہی **نیرنگِ خیال** (اکتوبر ۱۹۳۲ء) کے ہیں اور ''اضافہ'' کے زیرِ عنوان **نیرنگِ خیال** کے دیگر شماروں سے تقریباً تیس (۳۰) مضامین شامل کیے ہیں۔ ہر مضمون کے آخر میں اس کی اوّل اشاعت کا سنہ ء دیا گیا ہے۔ یہ شمارہ چھے سوصفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں محمد دین فوق کا اقبال کی سوانح پر اہم مضمون شامل ہے۔ جسے اقبالیات میں اہم دستاویزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ نذیر نیازی، صوفی تبسم، ممتاز حسن وغیرہ کے مضامین شامل ہیں۔

نقوش کے اقبال نمبر (جلد دوم، دسمبر ۱۹۷۷ء) میں ''تاریخِ ولادت'' کے زیرِ عنوان ڈاکٹر وحید قریشی اور

ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کے مضامین شامل ہیں ۔ ان مضامین کی تحقیقی اور تاریخی حیثیت آج بھی مسلّم ہے۔ ایسے مضامین نقوش کے لیے باعثِ افتخار ہیں۔ خواجہ عبدالوحید کا روز نامچہ اور میاں عبدالعزیز مالواڈہ کا انٹرویو اقبال کے بارے میں نئی سوانحی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ پروفیسر عمرالدین کے نام غیر مطبوعہ خطوط سوانحِ اقبال میں اہم دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:

> ''نقوش'' کے دوسرے نمبروں کی طرح اقبال نمبر بھی دستاویزی اہمیت کے حامل ہیں۔ بعض چیزیں بلا شبہ بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس اعتبار سے اقبالیات پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ان سے رجوع واستفادہ ناگزیر ہوگا۔۔۔ کسی مدیر کے لیے اقبال شناس حضرات کو اتنی بڑی تعداد میں جمع کر لینا آسان نہیں ۔ یہ محمد طفیل کے حسنِ ادارت ہی سے ممکن ہو سکا۔'' (۵)

پروفیسر رشید احمد صدیقی کا ''کچھ اقبال کے بارے میں'' (متعارفہ ڈاکٹر سیّد معین الرحمان) غیر مطبوعہ یہاں پہلی بار شایع کیا گیا۔ یہ دراصل رشید احمد صدیقی نے جنوری ۱۹۷۶ء میں اپنے خطبے کی ایک قسط میں اضافے کے طور پر قلم بند کیا۔ جو سیّد معین الرحمان کے پاس غیر مطبوعہ صورت میں تھا۔ ڈاکٹر سلیم اختر کا اہم مضمون ''اقبال ممدوحِ عالم'' بھی دیا گیا ہے۔ جس میں عالمی سطح پر اقبال کے فکروفن کی مدح وستائش اور پذیرائی کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس جلد میں محمد طفیل نے نقوش' کی ایک جلد نوادراتِ اقبال کے حوالے سے شایع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ جسے وہ اپنی حیات میں مکمل نہ کر سکے۔(۶)

ماہِ نو نے بھی اقبال صدی کے حوالے سے اپنی خصوصی اشاعت پیش کی۔(۷) سرِ ورق پر عبدالرحمان چغتائی کے ''عملِ چغتائی'' سے اقبال کی ایک تصویر دی گئی ہے۔ شمارے میں باقی تصاویر مرکزی کمیٹی برائے تقریباتِ اقبال سے لی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ آلِ احمد سرور کا ایک غیر مطبوعہ خط بھی ہے۔ یہ خط اقبال نے ۱۲مارچ ۱۹۳۷ء میں لاہور سے کسی سے لکھوایا کیوں کہ ان دنوں انھیں ضعفِ بصارت کا مسئلہ تھا۔ ''اقبال کے چند نوادر'' کے زیرِ عنوان اکبر علی خان نے اقبال کی چند کتب کے پیش لفظ اور خطوط دیے ہیں۔ عالمی سطح پر اقبال پر لکھنے والوں میں رش برک ولیمز ، ایساندرو بوزانی، سر مالکم ڈارلنگ کے مضامین ''شاعرِ مشرق'' کے زیرِ عنوان دیے گئے ہیں۔ یہ دراصل متذکرہ عنوان کے تحت ان کی تقاریر ہیں۔ سر مالکم نے تو اقبال سے اپنی ایک حسین ملاقات کی یادیں تازہ کی ہیں۔ جس میں انھوں نے اقبال کے ساتھ مل کر چائے پی ۔ ایساندرو بوزانی کا ایک اور مضمون ''دانتے اور اقبال' میں دونوں کا موازنہ کیا گیا ہے ۔ اقبال کسی حد تک دانتے سے متاثر تھے۔ دیگر اہم مضمون نگاروں میں سیّد محمد عبداللہ، کرم حیدری، ابواللیث صدیقی، سیّد وقار عظیم، محمد دین تاثیر، طاہر فاروقی، ممتاز حسن، میاں محمد بشیر احمد، خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر محمد ریاض، عبداللہ قریشی، آلِ احمد سرور وغیرہ شامل ہیں۔

احمد ندیم قاسمی نے صحیفہ کا اقبال نمبر شایع کیا۔ (۸) اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حصے میں مضامین ہیں اور دوسرے حصے میں اقبال کی عقیدت میں کہے گئے شاعرانہ خیالات ہیں۔ مضامین میں صدیق جاوید کا

مضمون ''اقبال یورپ میں چند تاریخی مغالطے'' تحقیقی اور معلومات افزا ہے۔ اس میں اقبال کی دوسری اور تیسری گول میز کانفرنسوں میں شرکت کے بارے میں عام طور پر تاریخی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ اسے مدلل انداز سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کتب میں یہ تسامحات پائی جاتی ہیں۔ انکی نشان دہی کر کے اپنے مؤقف کو واضح کیا ہے۔ اس طرح مصنف کئی اقبالیاتی مغالطوں کو دور کرنے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ اس مضمون میں مختلف اور منفرد نوعیت کا اندازِتحریر ہے۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اپنے مضمون ''سیّد جمال الدین افغانی اور اقبال'' میں اقبال کا تاریخ کی ایک اہم شخصیت سیّد جمال الدین افغانی سے موازنہ کیا ہے۔ ''سر اقبال دے نال میل'' (مترجم حامد علی خان) کے زیرِ عنوان دراصل ایک پنجابی رسالہ **سارنگ** (۱۹۳۰ء) میں چھپنے والا اقبال کا ایک انٹرویو ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ انٹرویو اس رسالے کے مدیر ایک ہندو نوجوان مسٹر ایس ایل پراشر نے اقبال کے گھر میں لیا تھا۔ اس کے مترجم حامد علی خان نے اس کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے یہ کوشش کی ہے کہ اصل پنجابی انداز بیان قائم رہے۔ اس کے علاوہ نظم حصے میں اقبال کی عقیدت میں صوفی تبسم کی تین نظمیں اردو، فارسی اور پنجابی میں ہیں۔ شہرت بخاری، پروین شاکر اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ کی غزلیں شامل ہیں۔

انجمنِ ترقیِ اردو (پاکستان) کے زیرِ اہتمام رسالہ **اردو** نے دانائے راز نمبر جاری کیا۔ (۹) اس میں اقبال پر کل دس مضامین شامل ہیں۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کا مضمون ''تحریکِ اتحادِ اسلامی اور اقبال'' ہے۔ اس میں مصنف لکھتے ہیں کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں پیدا ہونے والی تحریکِ اتحادِ اسلامی سے کوئی خاص نتائج تو برآمد نہ ہو سکے لیکن اس سے مختلف ممالک کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مسائل سے دلچسپی ہوئی۔ (۱۰) یہ تحریک ترکی میں خوب پھیلی۔ اقبال جیسے حساس شخص پر بھی اس کے اثرات ہوئے۔ مصنف نے اقبال پر ان اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اور اس کے لیے اقبال کی شاعری سے بھی مثالوں کے ذریعے اپنے مؤقف کی وضاحت کی ہے۔ اختر راہی کا مضمون ''علامہ اقبال کی تصانیف خود ان کی نظر میں'' میں اقبال کی اپنی تصانیف کے بارے میں مختلف مقامات پر چھپنے والی آرا کو یکجا کیا گیا ہے۔ (۱۱) فرمان فتح پوری کا مضمون ''اسرار ورموز کا منظر وپس منظر'' میں ان سب حالات کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں یہ مثنویاں تخلیق ہوئیں۔

ماہ نامہ **شام و سحر** کے خصوصی اقبال نمبر کے اداریے میں اس بات پر افسوس کیا گیا ہے کہ کلامِ اقبال کو ہر طبقۂ فکر خاص طور پر کمیونسٹوں، سوشلسٹوں وغیرہ نے اپنے ذاتی مفادات ونظریات کے مطابق مطلب اخذ کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کاش ہم عاشقِ رسولؐ اور ترجمانِ حقیقت کے پیغام کو اس کی اصل روح کے ساتھ پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ (۱۲) اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی کا طویل مضمون اسرار ورموز کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ (۱۳) اس میں انھوں نے بتایا کہ اسرار میں افراد کو لا الہ الا اللہ اور رموز میں ملت یا جماعت کو محمد الرسول اللہ کا درس دیا۔ ان کے کلام کی روح یہی دو چیزیں ہیں۔ اوّل ''اسرار ورموز'' دوم ''جاوید نامہ'' اقبال کے باقی کلام میں انھیں خیالات کا کم وبیش عکس ہے۔ جو ان دو تصانیف میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ (۱۴) اسی طرح اصغر حسین خان نے **شام وسحر** کی گزشتہ اشاعتوں میں ''علامہ اقبال کی بانگِ درا'' کے زیرِ عنوان قسط وار ''بانگِ

درا'' کی نظموں کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ضیاء الحسن موسوی کا مضمون ''اقبال اور دنیائے عرب'' دیا ہے جو روز نامہ جنگ (کراچی) سے ماخوذ ہے۔مضمون کے آخر میں شکریہ ادا کیا گیا ہے ۔ (۱۵) مصنف لکھتا ہے کہ اقبال کو اس بات کا رنج تھا کہ عرب دنیا ان کے افکار سے آگاہ نہیں۔ (۱۶) عبدالوہاب عزام نے اور دیگر عرب شخصیات نے اقبال کو عربی زبان میں متعارف کروایا۔ کلامِ اقبال کے تراجم کیے گئے۔ سعودی عرب کے ایک دانش ور علی حسن فدعق نے اپنے مقالہ میں لکھا:

> ''اقبال کی قبر پر پھول چڑھانا ہیں تو ہم کو علی الاعلان مسئلہ کشمیر میں پاکستان اور مظلوم کشمیریوں کی تائید کرنا چاہیے۔ اس سے بہتر گلدستہ ہم اقبال کی بارگاہ میں پیش نہیں کر سکتے۔'' (۱۷)

ماہ نامہ کتاب جو فروغِ کتب اور ترویجِ مطالعہ کے لیے وقف ہے۔ اس نے بھی اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک منفرد اقبال نمبر جاری کیا۔(۱۸) اس کے مدیر لکھتے ہیں کہ اس میں بیشتر مضامین موضوع کے اعتبار سے آپ پہلی بار ملاحظہ فرمائیں گے۔(۱۹) مثلاً اقبال کی تصانیف اور ان کا مجمل تعارف، اقبال کا ذخیرہ کتب ، اقبال کی مذکورہ کتابیں، اقبال کے شارحین، اقبال کے اساتذہ، علامہ اقبال پر کتابیات، اقبال پر غیر مطبوعہ تحقیقی، حوالہ جاتی اور کتابیاتی مواد وغیرہ جیسے مضامین اپنی نوعیت کے اعتبار سے نئے اور ہمہ گیر اہمیت کے حامل ہیں۔ (۲۰) رحیم بخش شاہین کا مضمون ''اقبال کے ذخیرہ کتب کی فہرست'' اپنی اہم نوعیت کا ایک اہم مضمون ہے۔ اس میں اقبال کی ذاتی لائبریری میں ان کے زیرِ مطالعہ جو کتب رہتی تھیں ان کی تفصیل دی گئی ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال کا مطالعہ کتنا وسیع تھا۔ وہ صرف ادب کا ہی مطالعہ نہیں کرتے تھے بلکہ دیگر علوم کی کتب بھی پڑھتے تھے۔ ملکی وغیر ملکی مختلف زبانوں کے ادب سے واقف تھے ۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مضمون '' علامہ اقبال پر کتابیات'' اس وقت کے لحاظ سے یہ نیا معلوماتی اور اہم موضوع ہے ۔ اشاریہ سازی سے متعلق ایک اور اہم مضمون ''اقبال پر غیر مطبوعہ تحقیقی حوالہ جاتی اور کتابیاتی مواد'' از ملک معین نواز اظہر میں یونی ورسٹی سطح پر تحقیقی مقالات میں وضاحتی فہرستیں دی گئی ہیں۔ سلیم اختر نے اپنے مضمون ''اقبال کے اساتذہ'' میں اقبال کے اساتذہ کی حیات اور ان کا اقبال کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار پر بحث کی ہے۔ اس طرح کے مضامین اقبال کے سوانح نگاروں کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔

افکار نے اس موقعے پر جو خصوصی نمبر شایع کیا۔ اس کے سرِ ورق پر آزر زوبی کی اقبال کی بنائی تصویر دی گئی ہے۔(۲۱) مدیر صہبا لکھنوی لکھتے ہیں کہ مجھے اتفاق سے خواجہ حسن نظامی کا ایک کتابچہ بعنوان پریم سنگم ریاض صدیقی کی وساطت سے دستیاب ہوا۔ جس کا عام طور پر دستیاب ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔ پھر اس کتابچے کے مندرجات کا بھی شاید بہت کم لوگوں کو علم ہو گا۔ اس لیے اس نادر و یادگار کتابچے کے بعض مندرجات نذرِ اقبال ہیں۔ ان کے مطالعے سے علامہ کی آفاق گیر اور عہد آفرین شخصیت کے خدوخال اجاگر ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی کے تاریخ ساز روابط پر مہر ثبت ہوتی ہے۔ (۲۲) اس کتابچے کو خواجہ حسن نظامی نے نومبر ۱۹۵۱ء میں شایع کیا۔ ''پیش کش'' کے عنوان سے جو دیباچہ راجا کشن پرشاد نے تحریر کیا ہے۔ وہ جولائی ۱۹۲۳ء میں لکھا گیا تھا۔

اس کتابچے میں اقبال کے ایک سو ترپن (۱۵۳) قطعات **پیامِ مشرق** سے شامل کیے ہیں۔ جن کے مقابل میں مہاراجہ کشن پرشاد نے طبع آزمائی کی ہے۔ ان قطعات کا مختصر انتخاب اس رسالے میں پیش کیا ہے۔ (۲۳) اس کے علاوہ پروفیسر ایم ایم شریف (سابق صدرِ شعبہ فلسفہ، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ) کا فراہم کردہ ''غیر مطبوعہ خط'' (تلخیص وترجمہ سیّد ذاکر اعجاز) بھی دیا ہے۔ یہ خط ڈاکٹر سچدانند سنہا (سابق وی سی پٹنہ یونی ورسٹی) کی کتاب ***Iqbal's Message As a Poet*** کے بارے میں لکھا تھا۔ فکرِ اقبال کی توضیح وتشریح کے ساتھ ساتھ اس خط میں ڈاکٹر سچدانند سنہا کے بعض اعتراضات کا مجمل جواب بھی دیا گیا ہے۔ افسوس کہ یہ خط جو کسی طرح ایک مضمون سے کم نہیں مکمل ہو کر بھی ڈاکٹر سنہا کو ارسال نہ ہو سکا۔ ایم ایم شریف دراصل اقبال کے نیاز مندوں میں سے تھے۔ اس خط میں نہ صرف ڈاکٹر سنہا بلکہ علامہ کے دیگر نادان معترضین کے بہت سے نکات کی نہایت جامع توضیحات پیش کر کے اقبال شناسی کا حق ادا کیا ہے۔ (۲۴) اقبال کی چند نایاب تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ '' نقوش'' کے اقبال نمبر (ستمبر ۱۹۷۷ء) پر تبصرہ بھی دیا گیا ہے۔

رسالہ **اقبال ریویو** کا ویسے تو ہر نمبر اقبال نمبر ہوتا ہے لیکن یہ خصوصی نمبر جشنِ اقبال صدی کی مناسبت سے شایع کیا گیا ہے۔ (۲۵) اس کے اہم مضامین میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون ''تقدیرِ امم اور علامہ اقبال'' شامل ہے۔ اس میں اقبال کے فلسفہ تقدیر کا امتوں کے مستقبل سے تعلق واضح کیا ہے۔ وہ مومن کو ''تقدیرِ یزداں'' کہتے ہیں۔ معین الدین عقیل کا ''اقبال اور مسئلہ خلافت'' اور رحیم بخش شاہین کا '' تیسری گول میز کانفرنس اور اقبال'' اہم مضامین ہیں۔ ''اقبال کی زیرِ تصنیف اور غیر مطبوعہ کتب'' از محمد حنیف شاہد میں اقبال کی ان کتب کا ذکر ہے جو ابھی وہ لکھ رہے تھے یا لکھنا چاہتے تھے۔

المعارف کے خصوصی نمبر میں مدیر عبداللہ قریشی لکھتے ہیں کہ اقبال نے جن جن موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ان سب کا ااحاطہ کرنا تو مشکل ہے لیکن پھر بھی کوشش کی گئی ہے کہ اس کا بھی کچھ عکس دکھا دیا جائے تا کہ ان کا حیات افروز پیغام سمجھنے میں مدد مل سکے۔ (۲۶) خاصا ضخیم اقبال نمبر ہے۔ اس میں بڑے بڑے ادیبوں اور اقبال شناسوں کے مقالات دیے گئے ہیں۔ اقبال کے ایک انگریزی مضمون "Devine Right to Rule" کا اردو ترجمہ ' حکمرانی کا خداداد حق'' (مترجم ابو بکر صدیقی) بھی دیا گیا ہے۔ (۲۷) یہ مضمون لاہور کے ہفتہ وار لائٹ کے رسول نمبر (۳؍اگست ۱۹۲۸ء) میں شایع ہوا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا مضمون ''اقبال اور فلسطین'' میں بتایا کہ اقبال فلسطینیوں پر یہودیوں کے مظالم پر بہت دکھی ہوتے اور فلسطین کے مسئلے کو خالص ''اسلامی مسئلہ'' سمجھتے تھے۔ اقبال کے مکتوب سے اس مسئلے پر ان کا اضطراب جا بجا نظر آتا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں علامہ اقبال گول میز کانفرنس سے واپسی پر فلسطین بھی گئے تھے۔ (۲۸) پروفیسر محمد منور کے مضمون ''جہانِ اقبال، جہانِ قرآن'' میں مصنف نے اقبال کے قرآن سے گہرے تعلق کو واضح کیا اور بتایا کہ کس طرح انھوں نے اپنے کلام اور پیام میں قرآن سے مدد لی۔ انسان کا اندرونی طور پر لامحدود وجود ہے۔ اسے صرف اس کا خالق ہی جانتا ہے۔

المعارف کے اقبال نمبر کا دوسرا حصہ (نومبر ۱۹۷۷ء) بھی شایع ہوا۔ (۲۹) اس میں اہم مضامین میں ڈاکٹر

معین الدین عقیل کا ''اقبال اور وہابی تحریک'' میں مصنف اس تحریک کے آغاز وارتقا پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے اس تحریک کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اقبال آغاز سے اس تحریک کے کچھ اچھے مقاصد کی وجہ سے اس سے متاثر تھے لیکن جب وہ نبوت کے معاملے میں غلط رویہ اپنانے لگے تو پھر انھوں نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ آخر میں مصنف لکھتے ہیں۔

> ''اقبال کے خیال میں اس تحریک میں جو خامیاں موجود تھیں ان کے باوجود اس کا ایک عام اور مثبت اثر عالمِ اسلام پر مرتسم ہوااور اس تحریک سے کئی اور تحریکیں پیدا ہوئیں۔''(۳۰)

اختر راہی کا مضمون ''اقبال اور تاثیر'' میں اقبال اور محمد دین تاثیر کے گہرے دوستانہ تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اقبال نے تاثیر کا نکاح بھی پڑھایا تھا۔(۳۱)

ماہنامہ **پیغام** کے خصوصی شمارے میں اقبال سے متعلق آرٹ کے نمونے دیے گئے ہیں۔مثلاً آزر زوبی کے بنائے گئے اقبال کی نظم ''شکوہ'' سے متعلق اسکیچ، اقبال مہدی کے اقبال کے پورٹریٹ پینٹنگز، آرٹسٹ صغیر احمد کے بنائے گئے پلاسٹر آف پیرس سے اقبال سے وابستہ عمارات کے ماڈل، اقبال پر جاری کردہ ڈاک کے ٹکٹ، بینک دولت پاکستان کا ایک روپے کا یادگاری سکہ، ٹیلر ماسٹر محمد امین کی دھاگے سے کڑھائی کی ہوئی اقبال کی تصویر وغیرہ دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ اقبال پر چند مضامین اور ان کی عقیدت میں کہی گئی نظمیں بھی شامل ہیں۔(۳۲)

پشاور سے رسالہ **احساس** کا اقبال نمبر شایع کیا گیا۔(۳۳) اسے مسرت خاطر غزنوی نے ترتیب دیا۔ نکولائی گلیوف کا مضمون ''جشنِ صد سالہ اقبال'' میں اس جشن پر مصنف کے احساسات اور جشن کی تقریبات سے متعلق معلومات دی گئی ہیں۔ ۲۷رمئی ۱۹۰۰ء میں **پیسہ اخبار** کے مدیر منشی محبوب عالم کے یورپ جانے پر اقبال نے ایک قصیدہ پڑھا تھا۔ اس قصیدے میں دوست کی محبت اور اس کی شخصی خوبیوں پر لکھا گیا۔ اس سے اقبال کی دوستوں سے سچی محبت اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے علاوہ جگن ناتھ آزاد، سید عبداللہ اور عبادت بریلوی وغیرہ کے مضامین شامل ہیں۔

ماہنامہ **اوقاف**(اسلام آباد) کے اقبال نمبر میں رشید امجد کا مضمون ''اقبال کا تصورِ زمان ومکاں'' ہے۔اس میں اقبال کے فلسفہ زمان و مکان کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔''اشاعتِ اقبال میں قوالوں کا حصہ''میں فتح علی خان کو موجدِ اقبالیات قوالی قرار دیا گیا ہے(۳۴)

برقاب واپڈا کا رسالہ ہے۔اس نے بھی اپنا اقبال نمبر شایع کیا۔(۳۵) اس کے اداریے بعنوان ''دانائے راز'' میں کچھ اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے:

> ''اقبال نے اسلام کا جو نظریہ پیش کیا وہ روشن خیالی اور ترقی پسندی کا صحیح نمونہ تھا۔اس میں عوام کی فلاح کا راز پنہاں تھا۔ واپڈا انہی خطوط پر کام کر رہا ہے اور اس کی سرگرمیاں جو ملک کے اقتصادی استحکام اور زرعی معیشت کے لیے مخصوص ہیں ۔ اقبال کے افکار سے ہم آہنگ ہیں۔''(۳۶)

اس کے علاوہ صوفی تبسم کا مضمون ''اقبال کے یہاں خودی اور بے خودی کا باہمی امتزاج'' ہے۔ جس میں اقبال کے خودی کے فلسفے کو تفصیلی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

سیّارہ ڈائجسٹ کی اقبال پر خصوصی اشاعت میں پروفیسر سلیم اختر کا مضمون ''کیا آج اقبال کی ضرورت ہے؟'' دورِ حاضر کے حوالے سے طنزیہ قسم کا مضمون ہے۔ ان کا ایک اور مضمون ''اقبال کے ملاقاتی'' میں اقبال کے دوستوں کے حوالے سے معلومات دی گئی ہیں۔ عبدالمجید سالک نے ''اقبال کی ازدواجی زندگی'' میں اقبال کی اپنی بیویوں سے تعلقات پر بحث کی ہے۔ اس طرح کے مضامین اقبال کی سوانح سے متعلق مفید معلومات فراہم کرتے ہیں۔ (۳۷)

ماہنامہ **اپنی زمین** (لاہور) نے اپنا اقبال نمبر جاری کیا۔(۳۸) اس میں اقبال کی چھوٹی صاحب زادی منیرہ صلاح الدین کا ادارے کی طرف سے مختصر سا انٹرویو دیا گیا ہے۔ کیوں کہ والد کی وفات کے وقت ان کی عمر بہت کم تھی۔ اس لیے ان کو زیادہ باتیں یاد نہیں تھیں۔ بہر حال والد کی محبت اور خصوصی توجہ ان کو یاد تھی۔ جس کا انھوں نے ذکر بھی کیا۔ اس کے علاوہ اہم مضامین میں سلیم اختر کا ''شکوہ جوابِ شکوہ''، جابر علی سید کا ''اقبال اور لفظ و معنی کا رشتہ''، اور تبسم کاشمیری کا ''فکرِ اقبال'' شامل ہیں۔

ماہنامہ **میثاق** کے اقبال نمبر (دسمبر ۱۹۷۷ء) میں یوسف سلیم چشتی کا مضمون ''اقبال کا پیغام'' دیا ہے۔ جو اقبال کی حیات میں ۱۹۳۳ء میں شایع ہوا تھا۔ اس میں اقبال کی حیات، فلسفہ اور پیغام پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ یہ اہم مضمون یوسف سلیم چشتی کے کاغذات میں سے نکلا جسے انھوں نے خود ڈاکٹر اسرار احمد کو شایع کرنے کے لیے دے دیا۔

جشنِ ولادتِ اقبال صدی کے موقع پر جہاں دیگر ادارے اقبال پر خصوصی نمبر شایع کر رہے تھے۔ وہاں تعلیمی اداروں نے بھی اقبال سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج کے شعبہ اردو کے ادبی رسالہ **اورینٹل کالج میگزین** کا بھی جشنِ اقبال نمبر ڈاکٹر عبادت بریلوی کے زیرِ ادارت ترتیب دیا گیا۔ (۳۹) بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی اقبال کا اورینٹل کالج سے بہت گہرا تعلق تھا لیکن قیامِ پاکستان سے قبل ان پر اس کالج میں کوئی قابلِ ذکر کام نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی خاص نمبر شایع ہوا۔ گزشتہ ۳۰ سالوں سے اقبال پر اس یونیورسٹی میں کئی مقالے، مضامین، لیکچر، کتب وغیرہ لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان گنت مقالات سامنے آئے۔ جن کو اقبالیات کا کوئی طالب علم نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس میں یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اورینٹل کالج سے کسی نہ کسی طرح وابستہ رہنے والے استادوں، پروفیسروں، پرنسپلوں، محققوں، نقادوں، علومِ مشرقی کے ماہروں اور اورینٹل کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کی ایسی تحریریں یک جا کی جائیں۔ جو اقبال شناسی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور جن سے واقعی علامہ اقبال کی شخصیت شاعری اور افکار و خیالات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ (۴۰) اس کی فہرست میں مضامین کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصے میں ''اقبال شناسی اور ناقدینِ اردو''، ''اقبال شناسی اور اساتذہ اورینٹل کالج''، ''اقبال شناسی اور طلبہ و طالبات اورینٹل کالج'' کے زیرِ عنوان مضامین دیے گئے ہیں۔ اردو ادب کی

جن اہم شخصیات کے مضامین شامل ہیں۔ ان میں مولوی عبدالحق کا ''بانگِ درا'' اور خلیفہ عبدالحکیم کا ''مولانا روم اور اقبال'' مضمون میں اقبال اور رومی کے تعلق کو واضح کیا کہ اقبال رومی سے کن پہلوؤں میں مماثلت رکھتا ہے اور کیا نکات تھے؟ جن سے اقبال متاثر ہوا۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا مضمون ''علامہ اقبال کی زندگی کی بعض تفصیلات'' اقبال کی سوانحی معلومات کے حوالے سے اہم ہے۔ کئی حقائق واضح کیے گئے ہیں۔ خاصا طویل مضمون ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا مضمون ''علامہ اقبال اورینٹل کالج میں'' اقبال کی اس کالج میں بطور طالب علم اور بطور استاد وابستگی سے متعلق مفید معلومات دی گئی ہیں۔ جاپانی پروفیسر ہروشی کا گایا اپنے مضمون ''اقبال ایک جاپانی کی نظر میں'' میں وہ لکھتے ہیں:

''۔۔۔ان کی شاعری بجا طور پر تیسری دنیا کی آواز کا اظہار ہے۔اسی طرح ان کی شاعری بجا طور پر تیسری دنیا میں زندہ اور باقی رہے گی اور مقبول رہے گی۔'' (۴۱)

'برگِ گل' گورنمنٹ اردو کالج (کراچی) کے زیرِ اہتمام پانچ سو چوالیس (۵۴۴) صفحات پر مشتمل ایک ضخیم اقبال نمبر شایع کیا۔ (۴۲) اس میں طلبا و اساتذہ کے علاوہ نامور اہلِ علم و ادب اور دانش وروں کی نگارشات شامل ہیں۔ ''ایک نادر دستاویز'' کے زیرِ عنوان اقبال کا ایک نایاب خط (بمع عکس) جو والدہ جاوید کو ۲۶ راگست ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت سے قبل تحریر کیا تھا۔ یہ خط میاں امیرالدین کے شکریے کے ساتھ شایع کیا گیا۔ عبداللہ چغتائی کے مضمون ''اقبال اور عبدالحق'' میں اقبال کے مولوی عبدالحق کے ساتھ پرخلوص دوستی کے رشتے کو مختلف واقعات سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پروفیسر محمد صدیق کے بڑے تحقیقی اور معلوماتی مضمون ''اقبال کا ذاتی کتب خانہ'' میں اقبال کے زیرِ مطالعہ کتب کی فہرستیں دی گئی ہیں۔ انھیں مختلف علمی درجات میں تقسیم کر کے الگ الگ تفصیل دی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال کو قرآن و حدیث کے علاوہ دینی، علمی، فلسفیانہ اور دیگر علوم سے متعلق کتب کے مطالعے کا شوق تھا۔ وہ علم کی پیاس بجھانے کے لیے یورپ اور دیگر ممالک سے بھی کتب منگواتے تھے۔ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ اس طرح کی معلومات اقبال کے فکر و فلسفے کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ محمد حنیف شاہد نے ''ارشادات و ملفوظاتِ اقبال'' کے زیرِ عنوان اقبال کے اقوال و ملفوظات جو ان کی حیات میں شایع ہونے والے مختلف رسایل و اخبارات سے یک جا کر کے دیے گئے ہیں۔ جو ایک مفید دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مصنف کی شبانہ روز کاوشوں کا ثمر ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مختصر مضمون ''تصانیف اقبال کے تراجم'' میں تصانیف اقبال کے مختلف زبانوں میں تراجم کی تفصیل دی گئی ہے۔ جس سے اقبال کی مختلف ممالک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی شہرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سندھ یونی ورسٹی (جام شورو) کے وی سی شیخ ایاز کی سرپرستی میں شعبہ اردو کے ادبی رسالے صریرِ خامہ کا اقبال نمبر شایع کیا گیا۔ (۴۳) شیخ ایاز بطور مترجم شاہ عبداللطیف بھٹائی کے کلام ''شاہ جو رسالو'' کے منظوم اردو ترجمہ سے شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ وہ اقبال شناسی میں بھی ایک زاویہ فکر رکھتے ہیں۔ نام ور مصور اقبال مہدی کی تصاویر اور خاکوں سے اس نمبر کو آراستہ کیا گیا ہے۔ آغاز میں وی سی کا جشنِ اقبال صدی پر منعقدہ جلسے کا خطبہ

صدارت دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اہم مضامین میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کا اہم مضمون ''اقبال کے نظامِ فکر میں سائنس کا مقام'' ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:

''ان کے نظامِ فکر کے اقالیم ثلاثہ ایمان، علم، اور عملِ صالح ہیں۔ اور اس طرح سائنس کی حیثیت ان تین اقالیم میں سے ایک کی ہے کیوں کہ علم کی اصطلاح انفس وآفاق دونوں کے علم پر حاوی اور محیط ہے۔'' (۴۴)

یہ وہی رضی الدین صدیقی ہیں جنھوں نے اقبال کی خواہش پر ''نظریہ اضافیت'' پر ایک کتاب لکھنا شروع کی تھی لیکن وہ ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ اقبال انتقال فرما گئے۔ انھوں نے اقبال کی شاعری کا سائنسی نقطہ ءنظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی کتاب **اقبال کا تصور زمان ومکان** اپنے موضوع پر بہت اہم اور فکر انگیز تصنیف ہے۔ زیرِ نظر مقالہ ان کے اسی اندازِ فکر کی نمائندگی کرتا ہے۔ ایک اور اہم مضمون ''اقبال وجودیوں کے درمیان'' از ضمیر علی بدایونی جدید تنقید کے حوالے سے اقبال اور وجودیوں کا موازنہ کر کے ان دونوں میں موافق اور مخالف عناصر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اقبال کو ''اسلامی وجودی'' کہا گیا ہے کیوں کہ اقبال امید اور رجائیت کا شاعر ہے۔ وہ انسان کو تقدیر کا زندانی نہیں سمجھتا۔ کرنل فقیر سیّد وحیدالدین کا مضمون ''سیرتِ اقبال کی چند جھلکیاں'' میں سوانح اقبال کے لحاظ سے معلوماتی مضمون ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا سوانحی نوعیت کا ایک اور اہم مضمون ''ولادتِ اقبال ۔۔۔ ایک دلیل'' ہے۔ اس میں اقبال کے صحیح تاریخِ ولادت کے تعین کے سلسلے میں مدلل انداز سے بحث کی گئی ہے۔ (۴۵) اس کے علاوہ فیض احمد فیض کی نظم جو فروری ۱۹۳۳ء کے **راوی** میں شایع ہوئی تھی۔ جب وہ ایم اے انگریزی کے طالب علم تھے۔ یہ نظم ان کی شاعری کے کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ اس کے علاوہ احسان دانش اور افتخار عارف کی اقبال کی عقیدت میں کہی گئی نظمیں بھی شامل ہیں۔

گورنمنٹ کالج سرگودھا کے مجلّہ **ضیا بار** کا اقبال نمبر ۱۹۷۷ء میں شایع کیا گیا۔ (۴۶) خورشید رضوی اور رفیع الدین ہاشمی نے اس کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ **ضیابار** کا ۱۹۷۳ء میں بھی اقبال صدی کے حوالے سے ایک اقبال نمبر شایع ہو چکا تھا۔ اس وقت تک ابھی سرکاری سطح پر اقبال کی درست تاریخ ولادت کا تعین نہیں ہوا تھا۔ زیرِ نظر اقبال نمبر میں طلبا واساتذہ کے علاوہ بڑے بڑے ادبا کے مضامین شامل ہیں۔ ضمیمہ خصوصی میں ''اقبال اور سرگودھا'' کے زیرِ عنوان اقبالیات پر لکھنے والے ان اہلِ قلم کا تعارف اور نمونہ ءتحریر ہے۔ جن کو کسی نہ کسی طرح سے سرگودھا سے نسبت ہے۔ ان میں مرزا محمد منور، سہیل بخاری، وزیر آغا، رفیع الدین ہاشمی اور انور سدید وغیرہ شامل ہیں۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی اپنے مضمون ''اقبال کا کارنامہ'' میں لکھتے ہیں:

''سب سے اہم کام جو اقبال نے انجام دیا تھا وہ یہ تھا کہ انھوں نے مغربیت اور مغربی مادہ پرستی پر پوری قوت کے ساتھ ضرب لگائی۔'' (۴۷)

اقبال کی سوچ اور فکر وفلسفے کا منبع ومخرج اسلام اور قرآن تھے۔ وہ اسلامی قانون کا عملی نفاذ چاہتے تھے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو سکے۔ اس کے علاوہ ''اقبال ۔۔۔ فرزندِ اقبال کی نظر میں'' از ظفر اعوان میں جاوید اقبال نے بتایا

کہ ''میرا نام ظفرالاسلام سے بدل کر جاوید بھی انھوں نے اس لیے رکھا کہ مسلمانوں کی نئی نسل جاوید ہے۔'' (۴۸)

جامعہ پشاور کے **خیابان** کا '' دانائے رازنمبر'' خاصا ضخیم شمارہ ہے۔ (۴۹) اس کے اہم مضامین میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مضمون ''علامہ اقبال اور اکبر حیدری'' ہے۔ جس میں دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات سے متعلق واقعات کے ذریعے معلومات دی گئی ہیں۔ اقبال کوئی معمولی شخصیت نہ تھے۔ ان کے تعلقات وائسرائے، نوابوں اور روسا و امرا وغیرہ سے تھے۔ سب ان کی عزت کرتے تھے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اپنے مضمون ''اقبال کے ہندو مداح ونقاد'' میں ہندوستان کے ہندو مداح اور نکتہ چین وناقدین کے خیالات ونظریات کو پیش کیا ہے۔ اس میں انھوں نے بتایا کہ جگن ناتھ آزاد جیسے فراخ دل اقبال شناس بھی تھے اور ڈاکٹر سچدانند سنہا جیسے تنگ نظر لوگ بھی ہیں۔ اس میں توقیتِ اقبال بھی دی گئی ہے۔

اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کا رسالہ **کریسنٹ** کے اقبال نمبر میں طلبا و اساتذہ کے مضامین کے علاوہ اہم اقبال شناسوں میں خلیفہ عبدالحکیم کا مضمون ''اقبال کا تصورِ الٰہ'' میں تفصیل سے اقبال کے اپنے رب کے بارے میں خیالات کا اظہار ہے۔ (۵۰) وحدت الشہود اور وحدت الوجود کے حوالے سے ان کے نظریات دیے گئے ہیں۔ اقبال وحدت الشہود کے حامیوں میں سے تھے۔ روس کے اقبال شناس نکولائی گلیوف کا مضمون ''اقبال میری نظر میں'' ہے۔ مصنف نے روس میں اقبال شناسی کا جائزہ لیا ہے۔ اور بتایا کہ روس میں اقبال کے چاہنے والوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

''ملفوظاتِ راوی'' کے زیرِ عنوان گورنمنٹ کالج لاہور نے **راوی** کی گزشتہ اشاعتوں سے لیے گئے اہم مضامین کا مجموعہ کتابی صورت میں شایع کیا گیا۔ (۵۱) سوائے حکیم احمد شجاع اور کرامت حسین جعفری کے مضامین باقی سب مضامین **راوی** کے ۱۹۴۰ء سے قبل کے شماروں سے ماخوذ ہیں۔ اس میں شامل تمام مضامین ان اقبال شناسوں کے ہیں۔ جو علامہ کے دور میں حیات تھے۔ ان لوگوں کو اقبال سے ملاقات کے مواقع ملتے رہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں شامل تمام مضامین انہی یاداشتوں پر مشتمل ہیں۔ اس لحاظ سے مستقبل کے اقبالیات کے محققین وطلبا کے لیے ایسے مضامین بنیادی مصادر کا درجہ رکھتے ہیں۔ جو مستند دستاویزات ہیں۔ دوسرے حصے میں اقبال کے فکر وفلسفہ کے بارے میں مضامین شامل ہیں۔ تیسرے حصے میں شامل تمام مضامین ۱۹۳۸ء میں علامہ کی وفات کے بعد شایع ہوئے تھے۔ انھیں یہاں دوبارہ شایع کیا جارہا ہے۔ گورنمنٹ کالج کی تاریخ میں اس طرح کی یہ پہلی کاوش ہے۔ (۵۲) اس کے اہم مضامین میں عبداللہ چغتائی کا مضمون ''علامہ اقبال کا گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلق'' ہے۔ جس میں انھوں نے اقبال کی ان دنوں کی یادوں کو تازہ کیا ہے۔ جب وہ گورنمنٹ کالج سے بطور طالب علم اور استاد وابستہ تھے۔ یہ علامہ کی حیات کا ایک اہم پہلو ہے۔ ''مکتوباتِ اکبر'' کے زیرِ عنوان اکبرالہ آبادی کے اقبال کے نام تین غیر مطبوعہ خطوط دیے گئے ہیں۔ یہ خطوط ۱۳-۱۹۱۲ء میں لکھے گئے۔ (۵۳) ''قطراتِ اشک'' کے زیرِ عنوان وہ چند تعزیت نامے درج کیے ہیں۔ جو اقبال کے انتقال پر ان کے احباب اور اعزہ کو موصول ہوئے۔ ''علامہ مرحوم کا ایک گرامی نامہ پروفیسر تبسم کے نام'' میں عکس کے ساتھ دیا ہے۔ یہ خط جو ۱۹۲۵ء میں لکھا گیا۔

گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور نے اپنے ادبی رسالے **اقرا** کا اقبال نمبر شایع کیا۔(۵۴) اس کے اہم مضامین میں جگن ناتھ آزاد کے دو مضامین ''اقبال کا شجرہ نسب'' اور ''اقبال اور فشٹے'' شامل ہیں۔ پہلے مضمون میں بابا صالح سے اقبال تک کا شجرہ نسب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ جن تواریخ کا تعین نہیں ہو سکا۔ وہ درج نہیں کی ہیں۔ دوسرے مضمون میں اقبال کا فشٹے سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اقبال فشٹے سے کلی طور پر متفق نہ تھے بلکہ اس کے چند پہلوؤں سے متاثر تھے۔ تلوک چند محروم کا مضمون ''اقبال انارکلی میں'' اس زمانے کی یادگار ہے۔ جب اقبال کی رہائش گاہ انارکلی میں تھی اور تلوک چند محروم ڈیرہ اسماعیل خان سے ان سے ملنے آئے تھے۔ اس وقت کے حالات و واقعات دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا مضمون ''اقبال کے علمی عزائم جو پورے نہ ہو سکے'' اقبال بہت سی ایسی کتابیں لکھنا چاہتے تھے۔ جنھیں وہ نہ لکھ سکے یا وہ ادھورے چھوڑ گئے۔ اقبال کے فن پر تین اہم مضامین ''اقبال کا نظریہ فن وادب'' از محمد دین تاثیر، ''زبان اور اصنافِ ادب کے بارے میں اقبال کا نقطۂ نظر'' از سلیم اختر اور'' کلامِ اقبال میں خونِ جگر کی علامتی حیثیت'' از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی اس شمارے کی زینت بنے ہیں۔

اقبال کی مادرِ علمی مرے کالج سیالکوٹ نے بھی اپنے مایہ ناز عالمی شہرت یافتہ نامور سپوت کے صد سالہ جشن کے موقع پر اپنے ادبی رسالہ **مفکر** کا اقبال نمبر شایع کیا۔(۵۵) اس میں **مفکر** (۱۹۷۵ء) کے اقبال نمبر والے پانچ مضامین قندِ مکرر کے طور پر دوبارہ شامل کر لیے ہیں۔ اس شمارے کے مدیر خواجہ سعید الحسن ہیں۔ جنھوں نے **مفکر** (۱۹۷۵ء) کا اقبال نمبر بھی مرتب کیا تھا۔ خالد نظیر صوفی نے ''اقبال چند یادیں چند تاثرات'' کے زیرِ عنوان اپنی والدہ وسیمہ (اقبال کی بھتیجی) کی اپنے چچا اقبال کی حیات سے متعلق ان کی سنہری یادیں دی ہیں۔ یہ اس وقت کی یادیں ہیں۔ جب وہ اپنے چچا کے پاس لاہور رہتی تھیں۔ اس سے اقبال کی ایسی سوانحی معلومات ملتی ہیں جو کہیں اور سے نہیں مل سکتی۔ اس سے اقبال کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اہم مضامین میں ''نوجوان اور مطالعہ اقبال'' از سیّد عبداللہ اور ''اقبال اور مسلم طلبا کی تحریک'' از عبدالسلام خورشید میں اقبال کی نوجوانوں سے دلی محبت اور وابستگی کا اظہار دکھایا گیا ہے۔ اقبال نوجوانوں کو صرف علم کے حصول پر توجہ دینے پر زور دیتے تھے۔ وہ انہیں ملک وملت کا معمار سمجھتے تھے۔ وہ ان کی خودی بیدار کرنا چاہتے تھے۔

گارڈن کالج، راولپنڈی نے اپنے رسالے **گورڈونین** کا اقبال نمبر شایع کیا۔(۵۶) اس کے اہم مضامین میں عبدالرحمان بجنوری کا مضمون ''اقبال کی مثنویاں'' میں اسرار و رموز دونوں مثنویوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ بجنوری صاحب اقبال کو شاعر سے زیادہ مفکر سمجھتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر کا مضمون ''رموزِ بےخودی'' میں اقبال کی اس طویل مثنوی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ''رابطہ'' کے زیرِ عنوان جاوید اقبال کی زبانی ان کے بچپن کے واقعات اور ان کے والد کی باتیں پیش کی گئی ہیں۔ جگن ناتھ آزاد کا مضمون ''اقبال فکر وفن کا امتزاج'' ہے۔ اس میں بتایا کہ اقبال کے ہاں بطور مفکر اور شاعر جو توازن ہے۔ اس سے ان کی شاعری میں اور زیادہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اقبال کی وفات کے بعد غلام السیدین کی انگریزی کتاب ***Iqbal's Educational Philosophy*** چھپی۔ اس کتاب پر بحث کی گئی ہے۔

ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان نے اپنے رسالہ **النخیل** کا اقبال نمبر شایع کیا۔(۵۷) اس میں اقبال کے فکر اور فلسفے پر کئی مضامین دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی نے ''اقبال شناسی اور النخیل'' کتاب میں مختلف شماروں میں اقبال پر شایع ہونے والے مضامین کا انتخاب پیش کیا ہے۔ اس میں ۱۹۷۷ء کے اقبال نمبر کے پانچ مضامین بھی شامل ہیں۔(۵۸)

گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور نے اپنے رسالے **فکرِ تاباں** کا اقبال نمبر شایع کیا۔(۵۹) اس میں طلبا اور اساتذہ کے مضامین کے علاوہ بیگم فہمیدہ عبادت بریلوی کے تین مضامین ''کلامِ اقبال میں انسان کی عظمت کا تصور''، ''علامہ اقبال درونِ خانہ'' اور ''کلامِ اقبال میں عورت کا تصور'' شامل ہیں۔ عبادت بریلوی کا مضمون ''خضرِ راہ'' اقبال کی نظم کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔(۶۰)

گورنمنٹ ڈگری کالج ،تلہ گنگ نے **اقبال ہماری نظر میں** کے زیرِ عنوان رسالے میں طلبا اور اساتذہ کی نگارشات کے ساتھ ساتھ چند ادیبوں کے مضامین بھی دیے ہیں۔(۶۱) ان میں مولانا حامد حسن قادری ''اقبال اور حافظ'' اور ساجد حسن قادری کا ''اقبال کا تصوف'' اور ناظر حسن زیدی کا ''اقبال کی ایک مثنوی'' بڑے پر مغز مضامین ہیں۔ جو اقبال کے فلسفہ اور تصوف پر مفید معلومات فراہم کرتے ہیں۔

جامعہ پشاور کے لیبارٹری اسکول کے زیرِ اہتمام نکلنے والے رسالے **دامنِ سرحد** کا اقبال نمبر شایع کیا گیا۔ اس میں نثر کے ساتھ ساتھ شاعری کا حصہ بھی دیا گیا ہے۔ طلبا اور اساتذہ کی نگارشات کے ساتھ ساتھ اقبال کے قریبی ساتھیوں کے معلوماتی مضامین بھی دیے گئے ہیں۔ مثلاً عبدالمجید سالک کے صاحب زادے عبدالسلام خورشید کا ''علامہ اقبال سے چند ملاقاتیں''، صدر انجمن حمایت اسلام میاں امیرالدین کی ''چند یادیں/چند باتیں'' میں اقبال سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر معزالدین کا مضمون ''بچوں کا اقبال'' ہے۔ اس میں بتایا کہ اقبال کی بچوں سے دلی وابستگی کا اظہار ان کے ابتدائی دور کی شاعری سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر جاوید اقبال اور وائس چانسلر جامعہ پشاور محمد اسماعیل سیٹھی وغیرہ کے پیغامات بھی دیے گئے ہیں۔(۶۲)

گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین، لاہور کے رسالے **حریمِ ادب** کے اقبال نمبر میں طلبا اور اساتذہ کے مضامین اور شاعری کے نمونے دیے گئے ہیں۔ جس میں اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔(۶۳)

متذکرہ بالا مضامین کا جائزہ لینے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال کا صد سالہ جشنِ ولادت کے سلسلے میں ادبی رسایل و جرائد کی رنگا رنگ خصوصی اشاعتوں کا ایک گل دستہ سجایا گیا۔ یہ سلسلہ نہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں چلا بلکہ پوری دنیا میں جہاں جہاں اقبال کے چاہنے والے تھے۔ انھوں نے اپنے انداز میں مختلف زبانوں میں اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ہم نے صرف ۱۹۷۷ء میں پاکستان میں چھپنے والے اہم ادبی رسایل کے اقبال نمبروں کا مختصر تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اقبال صدی کے موقع پر اقبالیات کے موضوع پر مختلف موضوعات پر اخبارات، رسایل و جراید اور کتب وغیرہ میں مواد شایع کیا گیا۔ اقبال پر بے شمار مضامین لکھے گئے۔ ان کے علاوہ اقبال کے قریبی دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ان کے اہلِ خانہ کے اہم معلوماتی مضامین اور انٹرویو وغیرہ بھی

ان رسایل میں شایع ہوئے۔ جو اقبالیات کے طلبا اور محققین کے لیے اہم معلومات کا ذریعہ ہیں۔ دیگر اداروں کے علاوہ تعلیمی اداروں نے بھی اقبال سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار اپنے ادبی رسایل کے اقبال نمبروں کی اشاعت سے کیا۔ اقبال کی غیر مطبوعہ نگارشات بھی ان میں شایع ہوئیں۔ مثلاً ان میں اقبال کا کلام، خطوط، مضامین، اقبال کی آرا اور اقبال کے انٹرویو وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سلسلہ ایسا چلا کہ اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اقبال کا پیغام سدا بہار ہے۔ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سب آج کے دور کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال کے کلام کی اساس اسلام پر ہے۔ جب تک اسلام زندہ ہے۔ تب تک اقبال کا کلام اور اس کے چاہنے والے بھی زندہ رہیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اقبال کے دوست احباب وغیرہ ختم ہو رہے ہیں۔ ان کے اقبال سے متعلق قیمتی مضامین اور یاداشتیں سوانح اقبال اور فکرِ اقبال کو سمجھنے میں اہم دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی سطح پر اور اقبالیاتی ادارے و با اثر ادبی شخصیات ان قیمتی معلومات کو رسایل سے نکال کر کتابی صورتوں میں شایع کرائیں۔ کیوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ رسایل شکست وریخت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس قیمتی اثاثے کو اگلی نسلوں کے لیے محفوظ کرنا از حد ضروری ہے۔ کئی اقبال شناسوں نے اقبال پر چھپنے والے اہم مضامین کے انتخابات مرتب کر کے شایع کیے ہیں لیکن ابھی مزید ایسی کاوشوں کی ضرورت باقی ہے۔

حوالہ جات:

(۱) **اقبالیات** (سری نگر: فروری ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر ۱۶)، ص ۱

(۲) **نقوش** (لاہور: نومبر ۱۹۷۷ء، نیرنگِ خیال نمبر)، ص ۵۹۰

(۳) **اقبالیات** (سری نگر: فروری ۲۰۰۵ء) ص ۳

(۴) **کتاب** (لاہور: نومبر ۱۹۷۷ء جلد: ۱۲، شمارہ نمبر ۲، اقبال نمبر)، ص ۱۴۱

(۵) **نقوش** (لاہور: دسمبر ۱۹۷۷ء اقبال نمبر ۲)، ص ۲۸۲

(۶) ایضاً ص ۸

(۷) **ماہِ نو** (ستمبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۸) **صحیفہ** (لاہور: جولائی اکتوبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۹) **اردو** (کراچی: دانائے راز نمبر، نومبر ۱۹۷۷ء، جلد: ۵۳، شمارہ: ۴)

(۱۰) ایضاً ص ۲۰۶

(۱۱) ایضاً ص ۲۴۴۔۲۵۴

(۱۲) **شام وسحر** (لاہور: نومبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۳ شمارہ: ۱۱)، ص ۳

(۱۳) ایضاً ص۱۱۔۳۶

(۱۴) ایضاً ص۱۳

(۱۵) ایضاً ص۷۳۔۷۷

(۱۶) ایضاً ص۷۳

(۱۷) ایضاً ص۷۴

(۱۸) **کتاب** (لاہور: نومبر ۱۹۷۷ء)

(۱۹) ایضاً ص۲

(۲۰) ایضاً

(۲۱) **افکار** (کراچی: دسمبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، شمارہ: ۹۳)

(۲۲) ایضاً ص۱۸

(۲۳) ایضاً

(۲۴) ایضاً ص۲۸

(۲۵) **اقبال ریویو** (لاہور: جولائی اکتوبر ۱۹۷۷ء، جلد: ۱۸، نمبر ۲۔۳)

(۲۶) **المعارف** (لاہور: ستمبر اکتوبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۱۰، شمارہ نمبر ۹۔۱۰)

(۲۷) ایضاً ص۳۔۷

(۲۸) ایضاً ص۸۱

(۲۹) **المعارف** (لاہور: نومبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۱۰، شمارہ: ۱۱)

(۳۰) ایضاً ص۲۶

(۳۱) ایضاً ص۴۳۔۵۳

(۳۲) **پیغام** (کراچی: نومبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۲، شمارہ: ۷)

(۳۳) **احساس** (پشاور: ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، شمارہ: ۱۱۔۱۲)

(۳۴) **اوقاف** (اسلام آباد: دسمبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: اول، شمارہ: ۱۱)

(۳۵) **برقاب** (مارچ اپریل ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۱۵، شمارہ: ۳۔۴)

(۳۶) ایضاً ص۵

(۳۷) **سیارہ ڈائجسٹ** (مارچ ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۲۷، شمارہ: ۴)

(۳۸) **اپنی زمین** (لاہور: اپریل ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۳۹) **اورینٹل کالج میگزین** (لاہور: پنجاب یونی ورسٹی، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر، جلد: ۵۳، شمارہ: مسلسل ۱۔۲)

(۴۰) ایضاً ص۲

(۴۱) ایضاً ص۵۵۲

(۴۲) **برگِ گل** (کراچی: وفاقی گورنمنٹ اردو کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۴۳) **صریرِ خامہ** (جام شورو: سندھ یونی ورسٹی، نومبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۴۴) ایضاً ص ۴۱

(۴۵) ایضاً ص ۷۱

(۴۶) **ضیا بار** (سرگودھا: گورنمنٹ کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۴۷) ایضاً ص ۱۸

(۴۸) ایضاً ص ۵۱

(۴۹) **خیابان** (پشاور: جامعہ پشاور، اکتوبر ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۵۰) **کریسنٹ** (لاہور: اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۵۱) **ملفوظاتِ راوی** (لاہور: گورنمنٹ کالج، بیادِ اقبال، ۱۹۷۷ء)

(۵۲) ایضاً (پرنسپل فضاء الرحمان (گورنمنٹ کالج) کا آغاز میں پیغام ہے۔ اس میں صفحہ نمبر نہیں لکھا گیا۔)

(۵۳) ایضاً ص ۱۱۷

(۵۴) **اقرا** (لاہور: گورنمنٹ ایم۔اے۔او کالج، دسمبر ۱۹۷۷ء، شمارہ: اول، جلد: سوم)

(۵۵) **مفکر** (سیالکوٹ: مرے کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۵۶) **گورڈونین** (راول پنڈی: گارڈن کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۵۷) **النخیل** (ملتان: ولایت حسین اسلامیہ کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۵۸) طاہر تونسوی، ڈاکٹر (مرتب) **اقبال شناسی اور النخیل**، (لاہور: بزمِ اقبال، مئی ۱۹۸۹)

(۵۹) **فکرِ تاباں** (لاہور: گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سمن آباد، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۶۰) ایضاً ص ۱۲۳۔۱۳۱

(۶۱) **اقبال ہماری نظر میں** (تلہ گنگ: گورنمنٹ ڈگری کالج، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۶۲) **دامنِ سرحد** (پشاور: یونی ورسٹی پبلک سکول، جامعہ پشاور، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)

(۶۳) **حریمِ ادب** (لاہور: گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین، ۱۹۷۷ء، اقبال نمبر)